سرسید احمد خان کے متعلق

1) انتخاب میں کس کے مضامین شامل ہیں؟

جواب 1- سرسید احمد خان

2) سرسید احمد کا تعارف کس نے پیش کیا؟

جواب 1- پروفیسر آل احمد سرور

3) انتخاب میں سرسید احمد خان کے کتنے مضامین شامل ہیں؟

جواب 1- 31 مضامین

4) سرسید احمد کا پہلا مضمون کس نام سے ہے؟

جواب 1- تعصب

5) سرسید احمد کا آخری مضمون کس عنوان سے ہے؟

جواب 1- منیر

6) سرسید احمد خان کب پیدا ہوئے؟

جواب 1- 17 اکتوبر 1817ء کو دہلی میں

7) سائنٹفک سوسائٹی کے قیام کا مقصد کیا تھا؟

جواب 1- انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ

8) سرسید احمد خان نے تہذیب اخلاق کب جاری کیا؟

جواب 1- 1870ء میں

9) سرسید احمد خان نے علی گڑھ میں مدرسہ کب قائم کیا؟

جواب 1- 1875

10) کالج کی بنیاد کب پڑی؟

جواب 1- 1877

○ رشید احمد صدیقی کے بعض تحریروں میں فکر کی گہرائی اور فلسفیانہ انداز پایا جاتا ہے

○ رشید احمد صدیقی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ معمولی اور بظاہر غیر اہم محسوس ہونے والے واقعات اور اشیاء کے بیان میں غضب کا مزاح پیدا کر دیتے ہیں۔

○ رشید احمد صدیقی کو پدم شری 1963 میں ملا تھا۔

○ رشید احمد صدیقی کو غالب کی شخصیت اور شاعری پر ساہتیہ اکادمی ایوارڈ 1971ء میں ملا تھا۔

رشید احمد صدیقی کے کارنامے

○ طنزیات و مضحکات (تنقید)

○ غالب کی شخصیت اور شاعری

○ آشفتہ بیانی میری (خودنوشت)

○ جدید غزل (مضمون)

○ خنداں: رشید احمد صدیقی کے ریڈیائی تقریروں کا مجموعہ ہے

○ خاکوں کے مجموعے

(1) گنج ہائے گراں مایہ 1937 (پہلا خاکوں کا مجموعہ) اس میں سولہ خاکے ہیں۔

خاکے: (1) مولانا محمد جوہر (2) ڈاکٹر مختار انصاری (3) سید سلیمان اشرف (4) مولانا ابوبکر (5) اصغر حسین گونڈوی (6) محمد ایوب عباسی (7) سر محمد اقبال (8) احسن مارہروی (9) سید محفوظ علی (10) سید نصیر الدین دہلوی (11) سجاد حیدر یلدرم (12) سر شاہ سلیمان (13) شیخ حسن عبداللہ (14) شری یاد کا عالم (15) بابائے اردو مولوی عبدالحق (16) سر ضیاء الدین۔ ہم نفساں رفتہ 1966 اس میں سات خاکے ہیں۔

○ انشائیے: ارہر کا کھیت، وکیل صاحب، مغالطۂ گھاگ، چارپائی، سہیل کی سرگزشت، دیہات، ڈاکٹر، پاسبان

رشید احمد صدیقی

○ نام رشید احمد صدیقی

○ رشید احمد صدیقی 25، دسمبر 1896ء کو جون پور میں پیدا ہوئے

○ رشید احمد صدیقی کا انتقال جنوری 1977ء میں ہوا اور علی گڑھ میں دفن ہوئے

○ رشید احمد صدیقی کے والد کا نام عبد القدیر تھا

○ رشید احمد صدیقی کی ابتدائی تعلیم جونپور میں ہوئی اور انہوں نے 1914ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا تھا۔

○ رشید احمد صدیقی نے بی اے 1919ء میں اور ایم اے 1921ء میں کیا تھا۔

○ رشید احمد صدیقی کی شادی جمیلہ خاتون سے 1923ء میں ہوئی تھی۔

○ رشید احمد صدیقی کی پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

○ رشید احمد صدیقی علی گڑھ منتھلی کے ایک عرصے تک مدیر رہے تھے۔

○ رشید احمد صدیقی تاثراتی نقاد ہیں

○ رشید احمد صدیقی کی تنقیدوں پر تاثراتی تنقید کے بانی اسپنگارن کی جھلک خاصی حد تک ملتی ہے

○ رشید احمد صدیقی نے ترقی پسند تحریک سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

○ رشید احمد صدیقی اکبر الہ آبادی سے متاثر تھے۔

○ رشید احمد صدیقی کے مزاح کا اہم اختصار بذلہ سنجی پر ہے۔

○ رشید احمد صدیقی الفاظ کے استعمال اور اپنے اسلوب سے ظرافت پیدا کرتے ہیں

○ رشید احمد صدیقی الفاظ کے معمولی الٹ پھیر سے مزاح پیدا کر دیتے ہیں۔

○ رشید احمد صدیقی کے نثروں میں مقامی رنگ غالب ہے۔

○ رشید احمد صدیقی کو والٹر اسکاٹ سے مماثلت سے دی جا سکتی ہے کیونکہ رشید احمد صدیقی کی نثروں میں جس طرح علی گڑھ کا جگہ جگہ جھلک ملتا ہے اسی طرح اسکاٹ کے یہاں اسکاٹ لینڈ کی پرچھائیاں ملتی ہیں۔

نہ تھا۔ وہ جب بات کرتے ہنسایا کرتے اور ہنستا کر سکتے سب طبیب بن کے بیٹھتے
ہنسا کرتے اور ویسا ہی انہوں نے کیا۔ ہم لوگ ایسا کر پاتے ہیں!

ڈاکٹر انصاری کی وفات سے کتنے گھر کے گھر یتیم بیوائیں لاوارث اور نوجوان بے دست و پا ہو گئے۔ رفقاء چھوڑ چھپے۔ وہ معلوم نہیں کن کن مواقع پر کیسے کیسے لوگوں کی مدد کرتے تھے اور ایک بڑے پیمانے کی گردش سا کتنا چھوٹا اور مختلف متفرق مشینیں گردش کر رہی تھیں۔ وہ محتاجوں ہی کے مددگار نہ تھے بلکہ ان لوگوں کے ان بان اور وضع داری کے بھی کفیل تھے جن کو آسیائے گردش ایام برابر پیسے جاتی تھی۔ ایسوں کی دستگیری معمولی کام نہ تھا دولت اور وقت دونوں کا کتنا بڑا حصہ ان پر صرف ہوتا ہوگا۔

بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے اس طرح کی مدد کے علاوہ چلتے اور دریا دلی کے ساتھ دوسروں کی ہوگی اور شاید کوئی ایسا ہو جس میں اس نوعیت کی مدد ڈاکٹر انصاری سے حاصل کی ہو!

انہوں نے خوب کمایا خوب صرف کیا! ان پر ایسے ایسے مواقع بھی آئے جب خود ان کے پاس کھانے اور خرچ کرنے کو کچھ نہ رہتا لیکن ان کی زندگی میں کبھی ایسے کو جس کے کفیل وہ تھے کبھی ایسے موقع سے دو چار نہیں ہونا پڑا جب اس کو کھانے اور خرچ کرنے کی سختی جھیلنا پڑی ہو۔ ایسے لوگوں کی تعداد کم نہ تھی۔ ڈاکٹر انصاری کے رفقاء میں ایسے کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے ان کی اتنی مدد کی ہو جتنی ڈاکٹر انصاری نے اس کی کی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ لوگ جن پر مرحوم کے احسانات تھے وہ کیا کر رہے ہیں۔ ڈر صرف اسی سے ہے کہ ہم اکثر بیشتر صرف یہ کرتے ہیں کہ مدد لیتے ہیں لیکن حق و ناحق کے بیچ تھیں ادا دیتے ہیں لیکن مدد دیتے وقت اس حالت کو کیسے فراموش کر جاتے ہیں جب خود ہم کو مدد مانگنے کی ضرورت ہوتی تھی اور ہماری مدد کی گئی تھی

زندگی کی جدو جہد تو ہے لیکن جدو جہد کا لطف باقی نہیں رہا۔ تصورات میں
نہ رنگینی باقی رہی نہ حرارت، نہ اہم چیز میں نہ اسلوب ہے اور نہ برکت
مانا کہ موجودہ عہد کے مسائل اور مطالبات کچھ اور نفس پرستی ہیں۔ فرائض اور ذمہ
داریاں بھی بدل چکی ہیں لیکن کوئی یہ بتائے یہ کیسے فرائض ہیں جن سے
دماغ میں روشنی، دلوں میں ولولے، بازوؤں میں قوت نہیں پیدا ہوتی اور
زندگی سے حرارت مفقود ہو چکی ہے

ظاہر ہے ہر بات وقت کی پابندی رکھتی ہے وقت کے ساتھ زمانہ ترقی کر چکا ہے
زندگی اور زندگی کے سادہ پرانے اسلوب سے مرتب ہوتے ہیں ہر چیز کی
قدر و قیمت گھٹ بڑھ رہی ہے جس چیز کو ہم متاع گراں سمجھتے تھے وہ
متاع کاسد سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی اور جسے اب وہ کچھ ہم فضول اور
سرسری سمجھتے تھے وہی حاصل حیات ہے زمانہ اور زندگی کی رفتار ہی نہیں
اس کا رخ بھی بدل گیا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ زندگی کی ہر تبدیلی کو ترقی کی
معراج کیسے کا انکشاف کیوں کر مانا جائے سائنس کی ترقیوں کو انسانیت کی
چڑھا دیا جائے آرٹ اور آزادی کے اغراض و مقاصد پر کن سعادتوں کی بھینٹ
چڑھایا جا رہا ہے افراد کی امید اور امنگ کے نخلستان کیوں خشک کیے جا رہے ہیں
جنت حیات میں کیوں کر تبدیل ہو رہے ہیں زمانہ کے بدلنے سے زندگی کے میدان سیاست
ہو جاتے ہیں۔

ڈاکٹر الہ آبادی ہندو مسلم نفاق و افتراق کو دور کرنے کی فکر میں تمام عمر کوشاں
رہے وہ نفاق و افتراق کو دونوں کا مرض سمجھتے تھے اور ایک طبیب اور
ایک حقیقی طبیب اور ڈاکٹر کی مانند مریض سے ہمدردی کرتے اور مرض
کے ازالہ میں پوری توجہ اور دل سوزی اور قابلیت صرف کرتے رہے
انھوں نے ہندو مسلم اختلاف کو ہندو یا مسلم کی حیثیت سے نہ کبھی دیکھا
اور نہ اس کی چارہ سازی کی انھوں نے مرض کے ازالہ کی طبیب کی
حیثیت سے کوشش کی۔ ڈاکٹر الہ آبادی کے لیے اس کا علاج اور چارہ کار ہی

مدتیں گزریں میری طفولیت اور الہلال کے شباب کا زمانہ تھا۔ الہلال کے جلتے پرچے آتے ہم سب اس کو شوق اور عقیدت سے پڑھتے تھے۔ عبارت سمجھ نہ میں آتے اور جہاں نہ سمجھتے وہاں یہ خیال کرتے کوئی بڑی بلند پایہ گہری بات کہی ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے اس لیے اس کا اور زیادہ احترام کرتے بھولی یاد کر گیا۔ بچپن کے زمانے کے الماری کے دو غبار سے اٹے پڑے تھے ایک کاغذ پر یہ اتفاقیہ نظر جا پڑی۔ دیکھا تو اس وفد کی تصویر تھی جو ڈاکٹر انصاری کے ساتھ گئے میں جنگ بلقان میں زخمیوں کی مرہم پٹی کے لیے ہندوستان سے گیا تھا۔ یہ تصویر اس زمانے میں الہلال میں شائع ہوئی تھی۔ نیچے کچھ اس طرح کی عبارت درج تھی۔

"یہ ہے وہ لوگ کہ زخمیوں کے ملک میں جا رہے ہیں جب دیار غربت کو خدا را ان کے زخموں پر پٹی نہ کرتا ہو کیونکہ وہ زخم ان کے نہیں ہیں بلکہ اسلام کے ہیں" وہ زمانہ یاد آ گیا جب ابوالکلام، محمد علی اور ڈاکٹر انصاری کو ہم سب خدا جانے کیا سمجھتے تھے۔ محسوس ہوتے تھے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ اسلام پر تیرہ برس نہیں گزرے ہیں۔ اب بھی بچوں کا کون ہے۔ پڑھتے ہو کہ ہم بھی ہندوستان سے باہر جا کر مسلمان بھائیوں کی طرح لڑیں گے زخمیوں کی شہادت پائیں گے غازی کہلائیں گے اور دنیا دیکھے گی کہ اسلام اور اسلامیوں سے بڑھ کر کوئی نعمت اور دولت نہیں ہے۔ آج جب کہ یہ سطور لکھ رہا ہوں ماضی کا غبار زندگی کی شام اس سے ملتا گیا ہے اور تصویر کے گرد ہیں طفولیت کے اس افق پر پڑ رہے ہیں جیسا ہم دور کے تماشا دیکھتے تھے کہ بچپن کا زمانہ جلد ختم کیوں نہیں ختم ہوتا اور ہم بڑوں کی مدد کے لیے اسلام کا نام روشن کرتے ہیں لیے زخمی ہونے کے لیے سپاہیوں کی صف میں کھڑے ہونے کے لیے کیوں نہیں بلائے جاتے لیکن اب کیا حال ہے؟ ہم بدل گئے زمانہ بدل گیا۔ خود دنیا بدل گئی۔ دل و دماغ کے زاویے اور خیالات کا تصور بدل گیا۔

معائنہ کرتے وقت ایسا معلوم ہوتا گویا ڈاکٹر انصاری کو آج تمام دن کوئی اور کام کرنا نہیں ہے اور اسی مریض پر سارا وقت اور توجہ صرف کر دیں گے معائنہ ختم کرنے کے بعد میز پر لیٹے ہوئے مریض کو سہارا دے کر اٹھاتے کچھ دیر تک اسے میز پر بالکل ساکت ہوئے بٹھا رہنے دیتے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر اس طور کی باتیں کرتے جیسے اپنے کسی گہرے بے تکلف دوست سے خوش گپیاں کر رہے ہوں اس کے بعد سہارا دے کر میز سے اتارتے، کپڑے پہنانے میں مدد دیتے، نسخہ لکھتے استعمال کی ترکیب بتاتے اور رخصت کر دیتے

ڈاکٹر انصاری سے رخصت ہو کر اپنے آپ کو بالکل تندرست سمجھنے لگتا ہوں کہ کچھ تکلیف بھی ہوتی تو سمجھتا کہ دوا استعمال کرنے کے بعد یہ جاتی رہے گی چنانچہ مطب سے اترتے ہی فتح پوری اور چاندنی چوک کی چہل پہل اور ہماہمی میں گم ہو جاتا۔ پھل والوں سے پھل خریدتا اور کسی ہوٹل میں جا کر کھانا کھاتا مدتوں پرہیز کرنے کے بعد کھانے پینے کا جو لطف حاصل ہوتا اس کو بد پرہیزی سے از سر نو حاصل کرتا۔ دل کا اندوہ چھٹ جاتا اور زندگی خوش گوار اور خوش آئند معلوم ہونے لگتی۔

ایک بار ڈاکٹر انصاری کو سرجری کرتے بھی دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی ماہر مصور کے ہاتھ میں موقلم ہے یا کوئی مرصع ساز کسی نازک زیور یا مشین پر کام کر رہا ہے نشتر ان کی انگلیوں میں اس طور پر کام کرتا جیسے بہزاد اپنے قلم سے خطوط کھینچ دیا ہے۔ نزاکت اور صلابت دونوں کا امتزاج، ایسا امتزاج جو قوس قزح کے رنگوں میں پایا جاتا ہے جیسے پر سفیدی کے، آنکھوں میں کھیل گئے، انگلیوں میں جھلملاتے اور پھیرتے۔ آپریشن میں آٹھ لوگوں کا ہونا لازمی ہے لیکن ڈاکٹر انصاری کو آپریشن کرتے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے جیسے مشین کا ماہر غلاف اتار دے کو جو اسکرو لوہے جڑے ہوں، خوبی، عجز، نفاست اور اعتماد کے ساتھ انگلیاں بھی برائے نام آلودہ ہیں۔ علاوہ ازیں ہاتھ پاؤں دبا دیا ہے اور

پریشان ہوں کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتا۔ فرمانے لگے برادر نہیں ابھی دیکھتا ہوں پریشانی کی کوئی بات نہیں یہ باتیں اس لب و لہجہ سے اور اس طرح ہنس ہنس کر اعتماد اور اعتقاد دل آسائی اور دلربائی کے ساتھ دوستی اور بزرگی کی شان سے کہتے کہ محسوس ہونے لگتا کہ میں ناحق پریشان ہوا اس سے پہلے کیوں نہ آیا اور اتنے دنوں مصیبت و مایوسی میں کیوں مبتلا رہا۔

ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور ہوتا اس سے بات کرنے جانے اور انداز گفتگو سے محسوس ہوتا کہ وہ دوسرے سے بات اس لیے کر رہے ہیں کہ مجھے تقویت ملے اور مجھ سے گفتگو کرتے تو اوروں کو محسوس ہوتا کہ وہ دوسروں میں بھی اعتماد اور امید کی روح پھونک رہے ہیں ان کے ساتھ مریض یا ان کے اعزا نہ ہوتے بلکہ مختلف اقسام کے لوگ ہوتے مقاصد کی نوعیت بھی جداگانہ ہوتی لیکن ڈاکٹر انصاری کی بات ہیں وہ جادو تھا کہ ہر شخص یہی سمجھتا کہ وہ مخاطب دوسروں سے ہیں لیکن کہہ رہے ہیں جو اس کی تقویت یا دل جمعی کا موجب ہو معائنہ کے کمرے میں یہ بات بھی اس کے معائنہ خانوں اور آپریشن روم وغیرہ میں جانے کا اکثر اتفاق ہوا ہے لیکن جس امید اور اعتماد کے ساتھ میں نے اپنے آپ کو ڈاکٹر انصاری اور ڈاکٹر بھاٹیا (مخدوم) کے حوالے کیا ہے وہ کہیں اور نصیب نہ ہوا۔ ڈاکٹر انصاری اس طرح دیکھتے ٹٹولتے گویا وہ خود اپنے زخم یا درد کو ٹٹول رہے ہیں ان کی انگلیاں خوب صورت، سڈول، گداز، پاکیزہ، خوش رنگ اور ایسی معتدل حرارت کی ہوتیں اور ان کو وہ اس نرمی اور نزاکت کے ساتھ کام میں لاتے کہ کبھی یہ محسوس نہ ہوتا کہ کسی دوسرے کی انگلیاں میرے جسم کو چھو رہی ہیں۔ آہ! ان کی گھنی ابروئیں اور گھنی پلکوں والی، گہری، روشن اور ہنستی ہوئی آنکھیں اور شیریں و شیریں تر نگاہیں جو جسم و جان میں اس طور پر نفوذ کرتیں جیسے کوئی اچھا خیال یا اچھا کام قلب کو بالیدہ، جذبات کو رنگین اور خیالات کو بلند کر دیتا ہے۔ مریض کا معائنہ اس طرح کرتے جیسے وہ ان کا جان چھڑکنے والا بھائی تھا۔

یہی وجہ ہے کہ لوگ خاکہ لکھنے کی طرف زیادہ راغب ہو رہے ہیں

خاکہ نگاری کی خصوصیات

ایک عمدہ خاکے کی خوبی یہ ہے کہ زیر قلم شخصیت کی وضع قطع، آرائش، چال ڈھال، لباس، نشست و برخاست، قیام و طعام، پسند ناپسند بیان کرنے کے علاوہ اس کی عادات و اطوار اور کارنامے نمایاں اس طرح بیان کیے جاتے ہیں کہ وہ شخصیت قاری کی نظروں کے سامنے چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ خاکہ میں ہم اس کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس کی کمزوریوں سے بھی واقف ہو جاتے ہیں کیونکہ اگر خاکہ نویس کا قلم بے ساختہ اور شگفتہ ہے تو وہ زیر عنوان شخصیت کا حال حقیقی زندگی سے قریب رہ کر بڑے سلیقے کے ساتھ بے کم و کاست بیان کرتا ہے۔

اردو کا پہلا خاکہ نگار

گرچہ مولانا محمد حسین آزاد کی کتاب آب حیات میں خاکہ نگاری کے ابتدائی نقوش ضرور ملتے ہیں تاہم اردو کے پہلے باقاعدہ خاکہ نگار "مرزا فرحت اللہ بیگ" ہیں جنہوں نے "نذیر احمد کی کہانی کچھ ان کی کچھ میری زبانی" کے عنوان سے اپنے استاد محترم ڈپٹی نذیر احمد کا خاکہ لکھا علاوہ ازیں "ایک وصیت کی تعمیل" اور "دہلی کا ایک یادگار مشاعرہ" ان کے ناقابل فراموش خاکے ہیں۔

اردو میں خاکہ نگاری کا فن

* خاکے کے معنی ہیں نقشہ، ڈھانچہ یا لکیروں کی مدد سے بنائی ہوئی تصویر کے ہیں

* خاکے کے لیے اردو میں مرقع، شخصی مرقع، چہرہ بشرہ، قلمی تصویر، جیتی جاگتی تصویر جیسی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں۔

ادبی اصطلاح :- میں خاکے سے مراد تحریر ہوتی ہے جس میں نہایت اختصار کے ساتھ اشارے کنایے میں کسی شخصیت کا خاکہ نقشہ، عادات و اطوار اور کردار کو سیدھے سادے انداز میں مبالغے کے بغیر اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ اس کی چلتی پھرتی تصویر سامنے آ جاتی ہے۔

* خاکہ کسی شخص سے وابستہ عقیدت، احترام، محبت، دوستی، دلچسپی اور یادوں کی ایک لفظی تصویر ہوتی ہے جو کسی جگہ نہایت بے ساختہ انداز میں شروع ہوتی اور غیر روایتی انداز میں کہیں ختم ہو جاتی ہے

* بقول انور ظہیر خان خاکہ میں دال میں نمک کے برابر تخیل کی کارفرمائی تو ہو سکتی ہے لیکن ابہام، مبالغہ اور غلو کی آمیزش ناقابل قبول ہوتی ہے

* بقول نثار احمد فاروقی خاکہ نگاری سوانح عمری سے مختلف چیز ہے کہ سوانح عمری میں خاکے کی گنجائش ہوتی ہے لیکن خاکے میں سوانح عمری مشکل سے سماتی ہے

* خاکہ نگاری کے فن کو بعض نقادوں نے اشارے کا فن قرار دیا ہے اور اسے غزل کے فن سے مماثلت دی ہے کہ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ بات سمودی جاتی

* بقول نثار احمد فاروقی خاکہ شخصیت کی عکاسی کا نام ہے اچھا خاکہ دراصل کسی شخصیت کا معروضی مطالعہ ہے

اردو خاکے کی روایت

جس طرح ناول اور افسانے میں یہ فرق ہے کہ ناول میں تفصیل بیان کی جاتی ہے مگر افسانہ مختصر ہوتا ہے اسی طرح سوانح عمری اور خاکہ میں یہ فرق ہے کہ سوانح عمری میں کسی شخص کی ولادت سے وفات تک کے حالات پیش کئے جاتے ہیں مگر خاکہ میں بڑے اختصار کے ساتھ موٹے موٹے خدوخال بیان کیے جاتے ہیں۔ سوانح عمری چونکہ طویل ہوتی ہے اس لیے اسے پڑھنے کے لئے وقت درکار ہے مگر خاکہ ایک ہی نشست میں پڑھنے کی چیز ہے اور آج کا قاری وقت کی کمی کا شکار ہے اور تفصیل میں جانے کی بجائے اختصار کو زیادہ پسند کرتا

ڈاکٹر عشاد احمد انصاری

سرِ خاکِ شہیدے برگ ہائے لالہ می پاشم!

ڈاکٹر انصاری موجود تھے اور سب کے مرنے کی خبر سننے میں آتی تو یہ سوال فوراً زبان پر آتا۔ ڈاکٹر انصاری کو بھی دکھ ہوا تھا؟ اب جبکہ ان کی رحلت کی خبر آئی تو کچھ دیر تک عقل و حواس معطل رہے سوچنے لگا آخر ڈاکٹر انصاری کیوں کر جاں بحق ہوئے اور یہ کیوں کر ممکن ہوا کہ وہ خود اپنے لیے وہی موت کا سبب بن سکے جس کو ان کے نظریے جھیلنے، دکھی، محروم طبقے اور نئی نسل دونوں کو سنگینیں دیکھنے والی آنکھیں ہمیشہ روتے رہتے تھے، ٹال دیتے تھے اور بھلا دیتے تھے!

میں ہمیشہ محروم رہا اور ڈاکٹر انصاری سے رجوع کرتا رہا، جانتا تھا کہ محروم طبقے معمولی نہیں ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ایسی حالت میں جب وہ ہنس کے خفا ایسی شاذ ہے اور پھر ان ہوجاتے جس کو ہمیں اس طرح سمجھ سکتا تھا جیسے کلی سڑک نادیکھے اور پھر ان کے مطلب کا رخ کرتا۔ انتظار میں اکثر زیادہ وقت گھومتی کو اس وقت ان کے انتظار کے کمرے میں بیٹھا "فتح پوری کے مکانوں" گرنے والوں صرف ہوتا ان کے انتظار کے شور و شغب دیکھتا اور سوچتا کہ کیسے وہ کاریوں اور چیری والوں کے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا ہے جیسا جیسے یہ ہیں ہیں۔ یہ خلفشار زندگی ہے جس سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دیا جاؤں کا زندگی میں وہ کل ہے جو اپنے بڑے سے مشغلے ہے تو بھی پر اس مایوس اور اکثر بغاوت کا جذبہ طاری ہو جاتا اور زیادہ بے تابی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کا انتظار کرنے لگتا۔

ڈاکٹر صاحب کی آمد کی خبر آتی۔ وہ اپنے مضبوط اور ہموار قدموں سے زینے پر چڑھتے اور کسی بھی ایک سے گفتگو کرتے ہوئے سنائی دیتے۔ دیکھتے ہی مسکراتے اس طور پر کہ گھنی پلکوں کے بیچ سے ان کی آنکھیں بھی مسکرانے لگتیں کہتے — بھئی ہم کہاں پڑے کہ میں تک غائب رہے، کہتا ڈاکٹر صاحب بڑی تکلیف ہے

خاکہ کی تعریف

خاکہ کے لغوی معنی ابتدائی نقشہ یا ڈھانچے کے ہیں اور خاکہ کھینچنا کے معنی ہیں کسی کی لفظی تصویر بنانا۔ ادبی اصطلاح میں خاکہ ایسی صنف نثر ہے جو مختصر ہونے کے باوجود کسی شخصیت کا بھرپور تاثر پیش کرے۔ اسے کسی شخص کی قلمی تصویر بھی کہہ سکتے ہیں۔

خاکہ کا فن

خاکہ فنِ تصویر کشی کی ایک اصلاح ہے خاکہ میں کسی شخص کے اہم اور منفرد پہلوؤں کو اجاگر کیے جاتے ہیں اچھے خاکہ نگاری کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ شخصیات کے باز پہلوؤں کی نقاب کشائی مبادت و مبادانہ تفصیلات سے کرے کہ اس شخص کا اثر قاری کے ذہن پر خود بخود پڑے ایک اچھا خاکہ وہی ہے جس میں کسی انسان کے کردار اور افکار دونوں کی جھلک ہو خاکہ پڑھنے کے بعد اس کی صورت اس کی سیرت، اسکا زاویہ فکر اور خوبیاں و خامیاں سب نظر کے سامنے آجائے

شاعری میں مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے نثر میں بھی عبارت آرائی اور خانیوڈ کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر خاکہ میں تو نہ تو عبارت آرائی سے کام لیا جا سکتا ہے اور نہ ہی خاکہ میں مبالغہ کی گنجائش ہے اس میں نہ تو کسی کی مدح [تعریف] مقصود ہوتی ہے اور نہ ہی خامی آئی ہے یہاں اس میں طنز یا تیغ زنی کچھ کی شروع ہو جاتی ہے خاکہ میں جو بھی ہونا چاہیے اردو میں سب سے اچھا خاکہ جس میں خاکہ نگاری کی ساری خوبیاں ایک وقت مل جاتی ہے وہ ہے [نذیر احمد کی کہانی کچھ میری کچھ ان کی زبانی] اس میں فرحت اللہ بیگ نے ایمانداری احساس تناسب اور قوتیں مشاہدہ سے کام لیا ہے سادگی سے اپنے استاد سے ان کا خاکہ پیش کیا ہے۔

کہ بھی جا بجا ادبی طنز مقصود یا مدح نہیں

مرزا فرحت اللہ بیگ کو باقاعدہ پہلا خاکہ نگاری کیا جاتا ہے۔ انکی تصنیف کو [نذیر احمد کی کہانی کچھ میری کچھ ان کی زبانی] کو پہلا تصنیف کیا گیا ہے

پہلا خاکہ نگار :- مرزا فرحت اللہ بیگ

کی حکومت کے زمانے میں بھی یہیں اقامت پذیر تھا۔ انگریز کی حکومت میں
بھی یہیں موجود ہوں نہ خود نکلا اور نہ نکالا گیا۔

کرنل برن کی زبانی حکم پر میں یہاں رہتا ہوں اس حکم کو کسی اور حاکم نے
آج تک نہیں بدلا۔ اب حاکم وقت کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہے حکم دے
کل نیا حکم جاری ہوا ہے کہ شہر کے باہر جتنے مکان بنے ہوئے ہیں انہیں
ڈھادو اور نیا مکان بننے نہ دیا جائے جو مسلمان دلی میں رہنا چاہتے ہیں
انہیں نذرانہ کا تعین حاکم کی مرضی پر ہے روپیہ دیجئے اور شہر میں رہنے
کی اجازت نامہ حاصل کیجئے اب اندازہ کیجئے شہر بسنے کی کیا صورت پیدا ہوئی
ہے جو لوگ یہاں آباد ہیں وہ نکالے جاتے ہیں یا جو لوگ باہر بیٹھے ہوئے
ہیں انہیں اندر آنے کی اجازت نہ ملتی ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے

شوق غالب کے فن کا شناخت ہے۔ اس خط کے آخر میں مرزا نے شوق
ظرف ہے لیکن یہ شوق اس قلم کے پردہ داری کی شعوری کوشش ہے جو
1857ء کی بغاوت کی ناکامی کا اندازہ تھا غدر ہونے کے بعد دلی پر کیا کیا بیتی
اور انگریزوں نے کیا کیا ظلم روا رکھا اس کی صاف جھلک اس خط میں
موجود ہے۔ 1857ء کی بغاوت سے متعلق جدید سماجی تاریخ نگاری کے
میدان میں یہ خط ایک قیمتی خزانہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

خلاصہ

میر مہدی مجروح کے نام غالب کے خط کا خلاصہ لکھئے۔

میر مہدی مجروح کے نام غالب کا یہ خط ان کے افتاد طبع کا دلکش اظہار ہے رسمی القاب و آداب سے اجتناب برتنے کی جو روش ہندیوں نے اختیار کر رکھی تھی وہ اس خط میں بھی ہویدا ہے۔ غالب مجروح کو لکھتے ہیں کہ نہ تم نے کوئی جرم کیا ہے اور نہ ہی میں گناہگار ہوں۔ لیکن ہم دونوں مجبور اور ناچار ہیں اب میرٹھ کی خبر یا بات سنو۔ نواب مصطفیٰ خان کو سات سال کی سزا ملی تھی لیکن ان کا قصور معاف ہوا اور انہیں رہائی مل گئی۔ میری پر جہانگیر آباد کی جاگیر دلی کی املاک اور پنشن کے متعلق انگریزی حکومت نے کوئی حکم نہیں دیا ہے بہرحال بحالت مجبوری بعد ازاں وہ میرٹھ میں ایک دوست کے مکان پر قیام پذیر ہیں۔ میں ان سے ملنے میرٹھ گیا میں نے چار دن وہاں قیام کیا۔ لیکن کس تاریخ کو گیا اور کب واپس آیا یاد نہیں۔ بس اتنا یاد ہے کہ بروز سنیچر گیا اور منگل کے دن واپس چلا آیا۔ آج بدھ اور فروری کی دو تاریخ ہے اور مجھے میرٹھ سے لوٹے ہوئے نواں دن ہے میں منتظر تھا کہ تمہارا خط آئے تو جواب لکھنے کی سعادت حاصل کروں۔ آج صبح میں تمہارا خط ملا۔ اب دوپہر کو میں اس کا جواب لکھ رہا ہوں جب میرٹھ سے دلی واپس آیا تو دیکھا کہ یہاں بہت سختی برتی جا رہی ہے صرف گوروں کی پاسبانی پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے لاہوری دروازہ کا تھانہ دار سڑک پر متعین رہتا ہے اور اگر کوئی گورے کی آنکھ سے بچ نکلتا ہے اس کو پکڑ کر حوالات میں بند کر دیتا ہے اسے پانچ بید کی سزا ملتی ہے یا دو روپے جرمانہ عائد کیا جاتا ہے نیز وہ آٹھ دن قید میں رہتا ہے سب تھانوں کو یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ پتہ کرو کہ بغیر ٹکٹ (مراد اجازت نامہ) کے دلی کے اندر وہ رہا ہے تھانوں نے اس بات کی تفتیش شروع کر دی ہے۔ علاقائی تھانہ کا تھانہ دار میرے پاس آیا تھا میں نے کہا کہ مجھے الگ خانے میں رکھو میں نے 1850ء سے حکیم پٹیالے والے کے بھائی کی حویلی میں رہتا ہوں ہندوستانیوں

جواب ۱- میر بہادر علی حسینی

سوال ۲- ان میں سے کس ادیب کا تعلق فورٹ ولیم کالج سے نہیں ہے؟

جواب ۱- حسام الملک بہادر ۱) کاظم علی جوان 2) للولال جی 3) حیدر بخش حیدری

سوال ۱- صحیح جوڑے کی نشاندہی کیجیے؟

جواب ۱- ۱) للولال جی - نثر بے نظیر 2) میر امن - باغ اردو 3) حیدر بخش - آرائش محفل

4) مرزا علی لطف - باغ و بہار

سوال ۱- فورٹ ولیم کالج کب بند کر دیا گیا؟

جواب ۱- 1854

سوال دلی کالج کا قیام کب عمل میں آیا؟

جواب ۱- 1825

سوال ۱- دلی کالج کے بنیادی مقاصد کیا تھے؟

جواب ۱- جدید علوم کو عام کرنا اور انگریزی زبان کی تعلیم سے روشناس کرنا

سوال ۱- نثر بے نظیر کس کی تصنیف ہے؟

جواب ۱- میر بہادر علی حسینی

سوال ۱- دارالترجمہ عثمانیہ کب قائم کیا گیا؟

جواب ۱- 1917

سوال ۱- کس یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اردو تھا؟

جواب ۱- جامعہ عثمانیہ

سوال ۱- دارالترجمہ کہاں قائم کیا تھا؟

جواب ۱- جامعہ عثمانیہ [حیدرآباد]

سوال ۱- نظم

سوال:- باغ و بہار کے نام مکمل کب شائع ہوئی؟

جواب:- 1803ء میں

سوال:- باغ و بہار میں نسوانی کرداروں میں سب سے اہم کردار کس کا ہے؟

جواب:- وزیر زادی

سوال:- یہ کس کا خیال تھا کہ "میر امن کی ایک زبان تھی تو میر امن خالص زبان"؟

جواب:- گیان چند جین

سوال:- کس صنف میں مافوق الفطرت عناصر کی کارفرمائی ہوتی ہے؟

جواب:- داستان

سوال:- میر امن کی کونسی نثری کتاب منسوب ہے؟

جواب:- باغ و بہار

سوال:- فورٹ ولیم کالج میں میر امن کی بحالی کتنے روپیہ ماہانہ پر ہوئی؟

جواب:- چالیس

سوال:- دلی میں احمد شاہ ابدالی کے حملے کے وقت میر امن کی جاگیر کس نے لوٹ لی؟

جواب:- سورج مل جاٹ

سوال:- باغ و بہار میں اندھے فقیر کا تعلق کس ملک سے ہے؟

جواب:- ہندوستان

سوال:- ملک صادق سے شہزادے کا کیا رشتہ تھا؟

جواب:- دوستی کا

سوال:- شامل نصاب اقتباس باغ و بہار کس درویش کی کہانی سے
ماخوذ ہے؟

جواب:- چوتھے درویش

سوال:- فورٹ ولیم کالج کے شعبہ ہندوستانی کے پہلا میر منشی کون تھے؟

جواب :- فورٹ ولیم کالج

سوال :- نوفل بادشاہ کا ذکر کس داستان میں ہے؟

جواب :- باغ و بہار

سوال :- قصہ چہار درویش کا ترجمہ آسان اردو میں کس نے کیا؟

جواب :- میر امن

سوال :- "میر امن کے یہاں مکالمہ اور بیان کی زبان ایک ہی ہے" یہ کس کا قول ہے؟

جواب :- احسن فاروقی

سوال :- کس کتاب کا ترجمہ انگریزی فرانسیسی پرتگالی اور لاطینی زبانوں میں ہوا؟

جواب :- باغ و بہار

سوال :- گنج خوبی کس کتاب کا ترجمہ ہے؟

جواب :- انوار سہیلی

سوال :- ان میں سے کیا کس معاشرت باغ و بہار سے ملتا ہے؟
1) حیدرآباد 2) دلی 3) عظیم آباد 4) پنجاب

جواب :- 2) دلی

سوال :- باغ و بہار کو اردو کے لیے پیش بہا اضافہ کس نے قرار دیا تھا؟

جواب :- جان گلکرسٹ

سوال :- باغ و بہار کا پہلا درویش کس کا بیٹا تھا؟

جواب :- ملک التجار خواجہ احمد

سوال :- یہ کس نے کہا کہ "میر امن نے ناول کے لیے موزوں زبان کی بنیاد ڈالی"؟

جواب :- احسن فاروقی

جواب ۲:- 500 روپئے

سوال ۷:- میر امن دہلوی کی پیدائش کب ہوئی تھی؟

جواب ۲:- 1732ء میں دہلی میں ہوئی

سوال ۸:- جدید اردو کا آغاز کس داستان سے ہوتا ہے؟

جواب ۱:- باغ و بہار

سوال ۹:- میر امن کی ملاقات ڈاکٹر جان گلکرسٹ سے کس نے کروائی تھی؟

جواب ۲:- منشی میر بہادر علی حسینی

سوال ۱۰:- قصہ چہار درویش کا سب سے پہلے اردو ترجمہ کس نام سے کیا گیا تھا؟

جواب ۱:- نوطرز مرصع

سوال ۱۱:- داستان باغ و بہار میں بادشاہ آزاد بخت کا لڑکا بختیار کی شادی کس سے ہوتی ہے؟

جواب ۱:- روشن اختر

سوال ۱۲:- ہماری کسوٹی پر وہ ادب کھرا اترے گا جس میں تفکر ہو، آزادی کا جذبہ ہو، حسن کا جوہر ہو، تعمیر کی روح ہو، زندگی کی حقیقتوں کی روشنی ہو، یہ کس کا قول ہے؟

جواب ۱:- منشی پریم چند [1936ء میں ترقی پسند تحریک پر خطبہ دیا تھا اس میں ہی انہوں نے یہ بات کہی تھی]

سوال ۲:-

سوال ۱:- گلکرسٹ فورٹ ولیم کالج کے صدر تھے یا پرنسپل؟

جواب ۱:- صدر شعبہ اردو یا ہندوستانی

سوال ۱:- باغ و بہار کی تصنیف کا تعلق کس ادارے سے ہے؟

جواب :- پہلے درویش کا

*** اگر پوچھے پانچ حصہ میں سے سب سے طویل قصہ کون سا ہے؟ تو جواب ہوگا
خواجہ سگ پرست کا قصہ - [جو کہ تیسرا قصہ ہے]

سوال :- باغ و بہار میں دوسرا درویش کس ملک کے بادشاہ کا لڑکا ہے؟

جواب :- ملک فارس کا

*** پہلے درویش کا لڑکا ملک یمن کا رہتا ہے -

سوال :- داستان باغ و بہار میں بنیادی طور پر کتنے افراد کا قصہ بیان ہوا ہے؟

جواب :- پانچ

سوال :- داستان باغ و بہار میں پہلا درویش کس کا بیٹا ہے؟

جواب :- ملک التجار خواجہ احمد کا

سوال :- حبش، مبارک اور بادشاہ ملک صادق کس داستان کے کردار ہیں؟

جواب :- باغ و بہار

سوال :- "میر امن کو اردو میں وہی مرتبہ حاصل ہے جو میر تقی میر کو شاعری میں حاصل ہے" یہ بیان کس کا ہے؟

جواب :- سر سید احمد خان

سوال :- باغ و بہار میں قصے کا آغاز کس ملک کے بادشاہ کے ذکر سے ہوتا ہے؟

جواب :- روم

سوال :- باغ و بہار داستان لکھنے پر میر امن دہلوی کو کتنے روپے انعام ملے تھے؟

سوال:- باغ و بہار کا تعلق کس صنف سخن سے ہے؟

جواب:- داستان

سوال:- باغ و بہار کب لکھی گئی؟

جواب:- 1801ء میں

سوال:- باغ و بہار کس کی کتاب ہے؟

جواب:- میر امن

سوال:- باغ و بہار کس کتاب کا ترجمہ ہے؟

جواب:- قصہ چہار درویش

سوال:- باغ و بہار کب شائع ہوئی؟

جواب:- 1803

سوال:- یوسف نام کا کردار باغ و بہار کے کس درویش کے قصے میں ہے؟

جواب:- پہلے ~~[illegible]~~ پہلے درویش

سوال:- دہلی کی معاشرت کس داستان میں پیش کی گئی ہے؟

جواب:- باغ و بہار میں

سوال:- کون سی تصنیف کی زندگی میں ہی انگریزی میں ترجمہ ہو گئی تھی؟
اس کے مصنف

1) سب رس 2) فسانہ عجائب 3) رانی کیتکی کی کہانی
4) باغ و بہار

جواب:- باغ و بہار

سوال:- میر امن دہلوی نے باغ و بہار کس کی فرمائش پر لکھا تھا؟

جواب:- ڈاکٹر جان گلکرسٹ

سوال:- باغ و بہار کا سب سے طویل قصہ کون سا ہے؟

32) سبھوں کے حاصل کرنے کا یکساں خیال کیا ہے؟

جواب:- آسائش

33) قوم کا اصلی عیب اور نیز خرابی کیا ہے؟

جواب:- نقصان مٹانے کی فکر کرنا

34) رسالہ تہذیب الاخلاق کتنے برسوں تک نکلا؟

جواب:- سات برس

35) رسم و رواج کے خلاف رایوں کا اظہار کیا ہے؟

جواب:- قومی مزاحمت

36 آرٹیکل میں انسان کیا بیان کرتا ہے؟

جواب:- اپنے خیالات

37 سر سید احمد خان نے ہندو اور مسلمانوں کو کس سے تشبیہ دی ہے؟

جواب:- خوبصورت دلہن کی آنکھوں سے

38 سر سید کے رفقا میں وضع اصطلاحات اور الفاظ سازی کے اصول وقواعد پر کس صاحب قلم کو زیادہ شہرت ملی؟

جواب:- وحید الدین سلیم

جواب ۱- جو اللہ دوسرے خوف سے کھول دے

22) سرسید احمد خان اصل کا اہل کس کو سمجھتے ہیں؟

جواب ۱- دل کو خوف کو بیکار چھوڑ دینا

23) سرسید احمد خان کس چیز کو بہتر سمجھتے ہیں؟

جواب ۱- فکر و کوشش میں مصروف رہنا

24) سرسید احمد خان کے خیال میں صاحب کمال آدمی کو کس بات میں کامل ہونا چاہیے

جواب ۱- اخلاق و اعتقاد میں

25) دوسروں کو دکھانے کے لیے عمل کرنے کو کہتے ہیں؟

جواب ۱- ریا

26) ریاکاری سے انسان کس کو دھوکہ دیتا ہے؟

جواب ۱- اپنے آپ کو

27) مخالفت کے حقیقی سے کون ذلیل ہوتا ہے؟

جواب ۱- مخالفت بات پھیلانے والا

28) دل کی بیماریوں میں خراب بیماری کیا ہے؟

جواب ۱- خوشامد کا اچھا ہونا

29) سرسید احمد خان نے ہمارا مسلمانوں کو کیا سبق دیا؟

جواب ۱- شرعی داڑھی رکھنا اور ٹوپی پہننا

30) سرسید احمد نے امید کے خوشے کو کس سے تشبیہ دیا؟

جواب ۱- انگور خوبصورت بالیاں سے

31) سرسید احمد خان نے بدشاہ و کرا کی مثال کس طرح دی؟

جواب ۱- کتوں سے

11) سر سید احمد خان کا انتقال کب ہوا؟

جواب:- 1898ء

12) سر سید احمد خان نے بدترین خصلت کس کو قرار دیا ہے؟

جواب:- تعصب

13) سر سید احمد خان نے قوم سے کیا التجا کی؟

جواب:- تعصب چھوڑنے کی

14) سر سید احمد خان نے زوال کے نشان کیا بتلائے؟

جواب:- اپنے کو درجہ کمال پر سمجھنا

15) سر سید احمد خان نے مسلمانوں سے کیا خواہش ظاہر کی؟

جواب:- اسلام کے اصلی صورت پر عمل کرنا

16) سر سید احمد خان نے اعلیٰ سے ادنیٰ تک کے شخص کو کس چیز کا پابند محسوس کیا؟

جواب:- رسم و رواج کا

17) سر سید احمد خان کس سے متاثر تھے؟

جواب:- انگریزوں سے

18) سر سید احمد خان نے رسموں کے متعلق کیا فکر دیا؟

جواب:- رسم کے برے اثرات پر غور کرنے کے

19) انگلینڈ کے قانون میں عورتوں کو کیا مانا گیا؟

جواب:- نہایت حقیر میں

20) عورتوں کی قدر و منزلت کس مذہب میں دی گئی؟

جواب:- اسلام میں

21) سر سید احمد خان نے کس طرح کی تعلیم کو فضول کہہ کر رد کیا؟